Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبارک صد مبارک

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نکاح مبارک کا اعلان ۱۲ - ۱۳ اپریل کی درمیانی شب بعد نماز مغرب مسجد اقصیٰ میں ہوا - جو حضور نے خود فرمایا اور خطبہ نکاح بھی خود ہی پڑھا - جو اسی پرچہ میں درج ہے - اس تقریب سعید پر ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت اقدس اور خاندان نبوت کی خدمت میں

مبارکباد

عرض کرتے ہیں - نیز مولانا مولوی عبد الماجد صاحب اور ان کے سارے خاندان کو بھی اس سعادت پر مبارکباد کہتے ہیں *

مجلس مشاورت جماعت احمدیہ ۱۹۲۵ء کی روئداد

گذشتہ پرچہ میں مجلس مشاورت کے پہلے دن کی مختصر روئداد درج کی گئی تھی - دوسرے دن ۱۲ اپریل کو پہلے اجلاس کا وقت ۷ بجے صبح مقرر تھا - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ٹھیک وقت پر تشریف لائے - مگر نظارتوں والے ابھی نہ آئے تھے - تھوڑی دیر انتظار کر کے دعا اور تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور نے تقریر شروع فرمائی - جس میں اول وقت کی پابندی کی طرف توجہ دلائی - پھر ان رپورٹوں پر تبصرہ فرمایا - جو نظارتوں کی طرف سے پہلے دن پیش ہوئی تھیں - اس کے بعد ان معاملات پر تفصیل سے گفتگو فرمائی - جو مختلف صیغہ جات کے متعلق پیش ہوئے تھے - حضور کی تقریر ختم ہونے پر سب کمیٹیوں کی رپورٹیں پڑھی گئیں - اور ہر معاملہ پر نمائندگان جماعت کو اظہار رائے کا موقعہ دیا گیا - ایک بجے کے قریب پہلا اجلاس ختم ہوا - نماز ظہر و عصر کے بعد دوسرا اجلاس دو بجے کے قریب شروع ہوا - جو شام کو ختم ہوا - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دو معاملات کے سوا تمام فیصلے کثرت رائے کے حق میں فرمائے - جو معاملات طے ہوئے وہ خلاصۃً یہ ہیں - ہر ایک احمدی جماعت سالانہ جلسہ کرے - ہر احمدی باقاعدہ تبلیغ میں اپنا وقت دے - تبلیغی سکرٹری ماہواری رپورٹ بھیجا کریں - اس سال کے لئے ۳۵۵۰۰۰ بجٹ منظور ہوا - گیسٹ ہوس اور لائبریری ہال بنانے کی تجویز اس طریق سے منظور ہوئی کہ اگر ان کے لئے روپیہ مہیا ہو جائے تو تعمیر شروع کی جائے - اس دفعہ بھی جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور کو حضور نے مجلس مشاورت کا چیرمین مقرر فرمایا - جو باری باری تقریر کرنے والوں کو اجازت دیتے تھے - اور دیگر انتظامی امور کا خیال رکھتے تھے تمام معاملات پر نہایت خوش اسلوبی سے گفتگو ہوئی - اخیر میں چونکہ روزہ افطار کرنے کا وقت ہو گیا تھا - اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختصر سی تقریر کر کے اجلاس ختم فرمایا - حضور نے اپنی تقریر میں صیغہ ہائے نظارت کی اہمیت عورتوں کی تعلیم - تبلیغ احمدیت اور اخراجات سلسلہ کی طرف توجہ دلائی اور یہاں تک فرمایا کہ جماعت کو اس بات کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ اگر دوسرے لوگ سوراج کیلئے کھدر پہن سکتے ہیں تو ہم ترقی اسلام کیلئے کھدر پہن سکیں حتیٰ کہ صرف [illegible] پھٹا پرانا کپڑا بھی باندھ لیں اور باقی اپنا سب کچھ دین کے لئے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - یوم شنبہ - ۱۸ اپریل ۱۹۲۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا نکاح مبارک

اغراض و مقاصد نکاح

کن حالات میں نکاح کیا گیا

۲ اپریل ۱۹۲۵ء کو بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نکاح کا جو محترمہ سارہ بیگم صاحبہ بنت مولانا مولوی عبد الماجد صاحب پروفیسر عربی کالج بھاگلپور سے ہوا۔ اعلان فرماتے ہوئے خود خطبہ نکاح پڑھا۔ جو ایک طرف اگر خوشی اور مسرت کے جذبات پیدا کرتا ہے تو دوسری طرف رنج اور افسوس کے احساسات کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ کیونکہ جہاں اس امید سے خوشی حاصل ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اس مبارک نکاح کے ذریعہ ان پاک اور مقدس خواہشات کو پورا کریگا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں جماعت احمدیہ کی مستورات کی تعلیمی اور تربیتی ترقی کے متعلق ہیں۔ اور جن پر سلسلہ کی ترقی کا بہت بڑا دارومدار ہے۔ وہاں اس نقصان عظیم کا خیال کرکے رنج اور تکلیف بھی ہوتی ہے۔ جو سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی وفات کی وجہ سے جماعت کو پہنچا۔ اور جماعت کی مستورات ان فیوض اور برکات کو حاصل نہ کرسکیں۔ جو سیدہ مرحومہ کی ذات سے حاصل ہو سکتی تھیں۔ اور جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی مستورات کی تربیت کے لئے مسلسل کئی سال کی محنت شاقہ سے ان میں پیدا کی تھیں۔

غرض یہ خطبہ نکاح نہایت ہی عجیب رنگ کا اور ایک ہی وقت میں دو بالکل متضاد کیفیات پیدا کرنیوالا خطبہ ہے سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی یاد ہمیشہ جماعت کو رہیگی۔ اور رہنی چاہیئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں جو مشقت اور جانفشانی انہوں نے اعلیٰ طور پر خدمت دین کرنے کے قابل بننے اور خدمت دین کرنے میں دکھائی۔ وہ بالکل بے نظیر ہے اور صرف بے نظیر ہی نہیں۔ بلکہ ہماری جماعت کی مستورات آیندہ دینی خدمات کی جو عظیم الشان عمارت بنائینگی۔ اس کے لئے نہایت پختہ اور مضبوط بنیاد ہے۔ ایسی ذات والاصفات کو کس طرح ممکن ہے۔ جماعت احمدیہ بھلا دے۔ ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی۔ اور احمدی مستورات کو خدمات دین کی دعوت دیتی رہیگی۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی بیشمار مصلحتوں اور حکمتوں کے ماتحت انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان اغراض و مقاصد کو سرانجام دینے کے لئے جنہیں پورا کرنے کی توقع سیدہ مرحومہ سے تھی۔ یہ نکاح کیا ہے۔ اس لئے نہایت ہی خلوص قلب سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ اس تقریب کو ان مقاصد کے پورا کرنے کا ہماری امیدوں سے بھی بڑھ چڑھ کر باعث بنائے۔ جو اس سے متوقع ہیں۔ اور جماعت کے لئے ہر رنگ میں بابرکت اور مفید ثابت کرے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات خاص اور تمام خاندان کے لئے باعث آرام و راحت اور موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین (ایڈیٹر)

ایک بزرگ کا واقعہ

لکھا ہے کہ ان کو کسی بادشاہ نے کسی جگہ کا جج بنا دیا۔ جب ان کے دوستوں اور ملنے والوں نے یہ خبر سنی۔ تو نہایت خوشی سے اچھلتے کودتے ان کے گھر پہنچے۔ اور جا کر انہیں مبارکباد دی۔ اور مطالبہ کیا کہ کچھ کھلاؤ۔ کیونکہ آپ جج ہو گئے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ ان بزرگ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور وہ بے اختیار چیخیں مار کر رونے لگ گئے۔ دوستوں نے کہا۔ یہ کونسا رونے کا موقعہ ہے۔ یہ تو خوشی کا مقام ہے۔ کہ آپ کی عزت بڑھی اور رتبہ ملا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میرے لئے یہ کونسی خوشی کا موقعہ ہے۔ اس سے زیادہ غم کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ میں جج بن کر بیٹھوں گا۔ اور دو شخص جھگڑا لیکر آئیں گے۔ ان میں سے مدعی بھی جانتا ہوگا۔ کہ حقیقت کیا ہے۔ اور مدعا علیہ کو بھی معلوم ہوگا۔ کہ اصلیت کیا ہے۔ مگر میں جسے اس معاملہ کا کچھ بھی پتہ نہ ہوگا فیصلہ لکھوں گا۔ گویا دو سو جا کھوں میں میں ایک اندھا بیٹھوں گا۔ کیا یہ میرے لئے خوشی کی بات ہے۔

میرے نزدیک ایک

مومن کے لئے شادی اور نکاح

بھی ایسی کیفیات پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جن کا ذکر ان بزرگ نے کیا ہے۔ دنیاوی لذتیں اور دنیاوی خوشیاں بے شک بہت سے انسانوں کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتی ہیں۔ اور انہیں آیندہ کی ذمہ داریاں بھلا دیتی ہیں۔ محض نفسانی جوش اور حیوانی خواہشات قسم قسم کے نظارے ان کی آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اور وہ عقل اور سمجھ سے بے بہرہ ہو کر خوشی سے ناچتے اور مسرت سے مسرور ہوتے ہیں۔ مگر اس میں کیا شک ہے۔ کہ ایک انسان کی شادی اس کے لئے

بہت بڑا ابتلاء اور آزمائش

ہوتی ہے۔ میں ہمیشہ اس بات کو سوچ کر حیران رہ جاتا ہوں کہ ابو الحکم جس کو بعد میں اس کے اعمال نے

ابو جہل

کرکے دکھایا۔ اور اب ساری دنیا اسے یہی کہتی ہے۔ اس کا خاندان بڑا آسودہ حال تھا۔ جب اس کے باپ کی شادی ہوئی ہوگی۔ کتنی خوشیاں منائی گئی ہونگی۔ کتنے ناچ اور گانے ہوتے ہونگے۔ اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق کس طرح بے پرواہی سے شراب لنڈھائی گئی ہوگی۔ کتنی کنچنیاں ناچی ہونگی۔ کس قدر دفیں بجائی گئی ہونگی۔ اور کیا ہی دولہا اور دلہن کے خاندانوں کو خوشی ہوئی ہوگی اس وقت انہیں کیا پتہ تھا۔ کہ اس خوشی کے نتیجہ میں ایسا ماتم برپا ہوگا۔ جو ابد الآباد تک ان کے خاندان کو بدنام رکھے گا۔ اور وہ جسے عید کا چاند سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے پیام اجل ہوگا۔ جو نہ صرف ان میاں بیوی کے لئے بلکہ ان کے تمام خاندان کے لئے اور ان پر ہمیشہ کے لئے کلنک کا ٹیکہ لگا دیگا۔

اس کے مقابلہ میں

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے والدین کی شادی

کا خیال کرو۔ ان کے گھرانے کی یہ حالت تھی کہ پیٹ بھر کے کھانا بھی میسر نہ ہوتا تھا۔ اور آپ کے والد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس تقریب گھرانے کے ساتویں لڑکے تھے۔ ایسی حالت میں کیا ہی سادگی سے وہ شادی ہوئی ہوگی۔ اور کیا ہی سادگی کے ساتھ میاں بیوی ملے ہونگے۔ شاید اس وقت ان کے دل میں اس قسم کی حسرتیں بھی پیدا ہوئی ہوں۔ کہ کاش ہم بھی امیر ہوتے۔ دولت و ثروت رکھتے۔ تو اس موقعہ پر خوشی مناتے۔ دعوتیں کرتے مگر وہ خموشی اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی امیدوں اور امنگوں کو دل ہی دل میں دفن کرتے ہوئے نوجوان مرد و عورت ملے ہونگے۔ اس وقت انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ آج وہ دُنیا کی ترقی اور بہبودی کے لئے ایسا بیج بو رہے ہیں۔ جو ہمیشہ کے لئے سارے عالم کو سرسبز اور شاداب رکھیگا۔ اور ایسا درخت پیدا ہوگا۔ جو کبھی نہیں سوکھیگا۔ اور اس سے اس قدر پودے پیدا ہونگے کہ ساری دنیا کو باغوں سے بھر دینگے۔ یہ

سادہ شادی

جو کئی قسم کی افسردگیاں لئے ہوئے تھی۔ شادی کیا تھی۔ دُنیا کے لئے ایک عظیم الشان تغیر کا بیج اور دنیا کی بھلائی اور بہتری کا سامان تھی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں

وہ شادی

جو خوشیوں سے لہراتے ہوئے دل اور امنگوں سے بھرے ہوئے قلب کے ساتھ ہوئی۔ اس سے دُنیا کو ہلاک کرنے والے نتائج برآمد ہوئے۔

یہ تو آیندہ نسلوں کے متعلق نتائج ہیں۔ جو شادیوں سے پیدا ہوئے۔ اور پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن خود شادیاں بھی بڑے بڑے ابتلاء کا باعث ہوتی ہیں۔ کئی لوگ ہوتے ہیں۔ جو بہت خوشی سے دن گذارتے ہیں کوئی غم انہیں نہیں ہوتا۔ کسی قسم کا فکر ان کے پاس نہیں پھٹکتا۔ لیکن جب شادی کرتے ہیں۔ تو اس کے بعد ان کے دن تاریک ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی راتیں ایسی ظلمت سے بھر جاتی ہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا ان کے لئے

شادی کا پیغام

ہلاکت اور تباہی کا پیغام ہوتا ہے۔ کبھی انہیں دُنیادی مُصیبتیں گھیر لیتی ہیں۔ کبھی وہ آلہی عذابوں میں مُبتلا ہو جاتے ہیں۔ کبھی ان کے گرد قومی اور تمدّنی مصائب حلقہ باندھ لیتے ہیں۔ اور کوئی صورت ان کے بچاؤ کی باقی نہیں رہتی۔ اور انہیں کوئی مفر نظر نہیں آتا۔ پھر کتنی شادیاں ہوتی ہیں کہ شادی سے پہلے مرد و عورت غم و ہم سے بھرے ہوتے ہیں۔ کبھی انہوں نے خوشی کی گھڑیاں نہیں دیکھی ہوتیں۔ تکالیف اور مشکلات سے گذر رہے ہوتے ہیں۔ مگر ان کی شادی کیا ہی

مُبارک شادی،

ہوتی ہے۔ کہ ان کے وہ چہرے جو رنج و غم سے سیاہ ہو رہے ہوتے ہیں۔ فرحت و راحت سے پھول کی طرح کھِل جاتے ہیں۔ اور سیب کی طرح چمکنے لگتے ہیں۔ ان کا گھر امن اور سلامتی سے بھر جاتا ہے۔ ان کے محلہ بلکہ شہر کے لوگ ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ان کی قوم ان کی نسل بلکہ ان کے ملک کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گویا ان کی شادی ایک گھر کی شادی نہیں ہوتی۔ بلکہ

ایک ملک اور ایک قوم کی شادی

ہوتی ہے۔

ان حالات سے اندازہ لگالو۔ کہ شادی کرنا کیسا

نازک مرحلہ

اور کیا ہی دل دہلا دینے والا قدم ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مؤمن کے لئے ہر حالت میں یہ تکلیف اور گھبراہٹ کا قدم ہوتا ہے۔ بیشک ایک حالت میں وہ خوش بھی ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس فعل کو

خوشی کا فعل

قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ دعوتیں اور تقریبیں مقرر کر کے بتا دیا ہے۔ کہ یہ خوشی کا موقعہ ہے مگر اس کی وجہ سے ایک طرف گھبراہٹ بھی ہوتی ہے۔ کہ نہ معلوم کل کے لئے اس میں کیا کچھ مخفی ہے۔ اور خاصکر

میرے جیسے انسان کی حالت،

کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ جس کے لئے اس کام میں اس قسم کی خوشی نہیں۔ جیسی کہ عام طور پر لوگوں کو ہوتی ہے۔ ایک جوان بے شادی شدہ جو شہوانی طاقت سے بھرا ہوا ہو۔ وہ اگر شادی کے انجام پر نظر نہیں ڈالتا۔ تو وہ معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ اور ایک ایسا شخص جو شہوانی طاقت کو دبا نہیں سکتا۔ اس کے لئے شادی ایک فلسفیانہ نکتہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ لیکن جس کی یہ حالت نہ ہو۔ وہ جانتا ہے۔ کہ میں ایک خاص ذمہ واری بعض حالات کے ماتحت اُٹھا رہا ہوں۔ یہی حالت اس وقت میری ہے۔ پس میں جس تقریب کے لئے آج کھڑا ہوا ہوں۔ وہ میرے لئے نہایت ہی

513

اہم تقریب

ہے۔ آج سے چند ماہ پہلے میں یہ وہم بھی نہیں کرتا تھا۔ کہ ایک اور شادی کروں گا۔ بلکہ ایک بات پیدا بھی ہوئی۔ تو میں نے ایک دوست کو بتایا کہ میں حالات کے لحاظ سے بالکل معذور ہوں لیکن میں نہیں سمجھ سکتا تھا کہ آیندہ زمانہ میں خدا تعالیٰ نے کیا مقدر کیا ہوا ہے۔ اگر

میری ذمہ واریاں

جو جماعت کا امام ہونے کے لحاظ سے مجھ پر عائد ہوتی ہیں۔ ان کے پورا کرنے کا مجھے خیال نہ ہوتا اور جماعت کی اغراض اور مقاصد اس بات کے لئے محرک نہ ہوتے۔ تو آج اس تقریب کے لئے میں اس ممبر پر کھڑے ہونے کی کبھی جرأت نہ کرتا کیونکہ میں بیاہ شادیوں سے دل برداشتہ ہو چکا ہوں۔ اب میرے لئے اس فعل میں کوئی خوشی نہیں۔ اور نہ مجھے اس میں کوئی جسمانی راحت نظر نہیں آتی۔ سوائے اس کے جو خدا تعالیٰ پیدا کرتے کوئی لمبا عرصہ نہیں گذرا۔ کچھ دن ہوئے۔ میں نے اسی مسجد میں ایک لیکچر دیتے ہوئے اعلان کیا تھا۔ کہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ میں

کوئی اور شادی

کرنے کے قابل ہوں۔ مجھ میں اب اتنی ہمت نہیں ہے۔ کہ ایک نوجوان لڑکی کو لوں۔ اور اسے تعلیم دے کر اس قابل بنا سکوں۔ کہ سلسلہ کا کام اس طریق سے جو میرے مدنظر ہے۔ کر سکے۔ لیکن بعد کے میرے غور اور بعض دوستوں نے جو مشورے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیئے۔ اور بعض ایسے دوست جن سے میں نے مشورہ لیا۔ ان میں سے
اسی رائے کے تھے۔ اور خود بھی کئے۔ اس سے میری توجہ اسی
طرف مائل ہوئی کہ

عورتوں میں اعلیٰ تعلیم

کو رواج دینے اور ان میں سلسلہ کی روح پیدا کرنے کے لئے کسی
ایسی لڑکی سے شادی کروں۔ جو تعلیم یافتہ ہو۔ اور جسے میں صرف
تربیت دیکر تعلیمی کام کرنے کے قابل بنا سکوں۔ اس فیصلہ کے
بعد بعض کی تحریک پر مختلف جگہیں پیش ہوئیں۔ جن میں سے کئی
ایسی تھیں۔ جن کی سفارش ان کی شکل و صورت کرتی تھی۔
لیکن چونکہ یہ بات مجھے مد نظر نہ تھی۔ اس لئے میں نے انکار کر دیا
پھر بعض ایسی تھیں۔ جو تعلیم دنیاوی زیادہ رکھتی تھیں۔ اور یہی کشش
تھی۔ جو مجھے کھینچنے کا باعث ہو سکتی تھی۔ مگر ان جگہوں کے متعلق
بھی میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ میں نے سمجھا یہ تعلیم ایسی نہیں۔
جس کے پیچھے میں پڑوں۔ آخر قطع نظر ان امور کے محض اس
وجہ سے کہ اس جگہ

دینی تعلیم کا سوال

تھا۔ اور وہ بات جس کی سلسلہ کو ضرورت تھی۔ وہ اس جگہ پوری
ہوتی نظر آتی تھی۔ اس لئے میں نے اس جگہ کے متعلق اپنی رضا
ظاہر کر دی۔ جس جگہ اب نکاح کا فیصلہ کیا گیا ہے *

خدا تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان اس کی مرضی
کی تہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر اس کی حکمت اور اس کی مرضی اس امر کا
فیصلہ نہ کرتی۔ کہ وہ

امۃ الحی

کو مجھ سے جدا کر دیتی۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ گو چوتھی شادی کی بھی ایک
مسلمان کو اجازت ہے۔ مگر میں اپنے حالات کے لحاظ سے اس کے
لئے تیار نہ ہوتا۔ میں نہیں سمجھتا۔ آئندہ میرے قلب کا کیا حال ہوگا
لیکن میں اتنا جانتا ہوں۔ کہ

اس وقت تک

کوئی ایسی حالت مجھ پر نہیں گذری۔ کہ میں نے اس نقصان کو بھلایا
ہو۔ اور آج تک میں نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی۔ جس میں امۃ الحی
مرحومہ کے لئے دعا نہیں کی۔ میں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا خیال کرتا ہوں۔ تو مجھے آپ کے اخلاق نہایت ہی پیارے
لگتے ہیں۔ کہ آپ کو اتنے بڑے بڑے کام سر انجام دیتے ہوئے کبھی
حضرت خدیجہ نہ بھولیں۔ حدیث میں آتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کو فوت ہوئے نو دس سال گذر جاتے ہیں۔ یہ معمولی زمانہ نہیں۔ لوگ
تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد اپنے بڑے بڑے عزیزوں کو بھول
جاتے ہیں۔ مگر اتنے سال گذر جاتے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں۔ لوگ
رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تحفہ لاتے ہیں جسے
دیکھکر آپ کو آنسو آجاتے ہیں۔ اور پر نم آنکھوں سے فرماتے
ہیں۔ یہ تحفہ فلاں عورت کے پاس لے جاؤ۔ کیونکہ وہ میری
خدیجہ کی سہیلی تھی۔ فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کہ وہ میری
خدیجہ سے بہت محبت کرتی تھی۔ ایک دفعہ ایک عورت آپ سے
ملنے کے لئے آئی۔ آپ اسے دیکھکر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی
چادر بچھا کر اسے بٹھایا۔ صحابہ نے پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا خدیجہ
کو اس سے بہت محبت تھی۔

ایک نادان سمجھتا ہے۔ یہ شرک ہے۔ اور دل کی کمزوری
کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ سالہا سال تک ایک مرنے والے کو جس کی یاد
کوئی چیز نہ دلاتی ہو۔ یاد رکھنا وفاداری ہے۔ شرک نہیں عام طور
پر لوگوں کو

منہ دیکھے کی محبت

ہوتی ہے۔ جب کوئی نظروں سے غائب ہو جائے اسے بھول
جاتے ہیں۔ مگر میں نے بارہا غور کیا ہے۔ اور ہر بار اس خواہش
کو اپنے دل میں پایا ہے۔ کہ اگر میں اپنے مرنے پر کوئی ایسے
آدمی چھوڑ جاؤں۔ جن کے دل اسی طرح میری محبت اور میرے
لئے دعا سے پر ہوں۔ جس طرح میرا دل امۃ الحی کے لئے پر ہے
تو میں سمجھوں گا۔ کہ میں

ایک کام

کر کے مرا ہوں۔ کون ہیں۔ جو مرنے والوں کو یاد رکھتے ہیں جب
وہ اپنی خواہشات کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ جب اپنی لذتوں کے
حصول کا ذریعہ پا لیتے ہیں۔ تو مُردوں کو بھول جاتے ہیں۔ اور
شاذ ہی کوئی ہوتا ہے۔ جو

مرنے والوں کی یاد

اپنے دل میں تازہ رکھتا ہے۔ لیکن مجھ میں وفاداری اور وفا شعاری
ایک ایسا اعلیٰ جذبہ رکھا گیا ہے۔ کہ میں نے اپنے بچپن کے زمانہ
سے اسے محسوس کیا ہے۔ اس زمانہ میں جب دوست مجھ سے
پوچھا کرتے۔ کہ تم پر کونسی بات سب سے زیادہ اثر کرتی ہے۔
تو میں جواب دیا کرتا تھا۔ میں اگر کسی کتاب میں

وفاداری کا کوئی واقعہ

پڑھوں۔ تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر جانے سے باز نہیں
رہ سکتیں۔ میرے نزدیک کسی کی جدائی اور اس دنیا کے لحاظ
سے ہمیشہ کی جدائی کو یاد رکھنا ایک ہی خوشگوار رنج ایک فرحت پہنچانیوالا
غم اور ایک مسرت بخش تکلیف ہے۔ یہ

رنج ہزاروں خوشیوں سے بہتر

اور یہ غم ہزاروں فرحتوں سے اچھا ہے۔ محبت کا درد درد
نہیں۔ بلکہ ایک دوا ہے۔ وفاداری کا صدمہ صدمہ نہیں۔ بلکہ
دل کو صاف کرنے والی ایسی بھٹی ہے۔ جس سے وہ جلا پا کر
نکلتا ہے۔ اور انسان کی روح آلائشوں سے پاک ہو کر اس
اعلیٰ مقام پر سانس لیتی ہے۔ جہاں کی ہوا نہایت ہی لطیف اور
پاک ہوتی ہے۔ اگر میرے پیش نظر ایک

جماعت کی امامت

نہ ہوتی۔ اگر بے وقوفی سے کہو یا ہوشیاری سے ایک کثیر جماعت کی
ترقی کا خیال مجھے مد نظر نہ ہوتا۔ تو درحقیقت اب شادی کرنا تو الگ
رہا۔ اس کا خیال اور اس کی تحریک بھی میرے دکھے ہوئے دل
کے لئے ٹھیس لگانے کا موجب اور تکلیف دہ ہوتی۔ مگر میں
اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا امیدوار ہوں۔ اور میں اس کی رحمت
سے کبھی نا امید نہیں ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا ہے۔ الارواح جنود مجندۃ۔ کہ روحیں ایک دوسرے
سے وابستہ اور پیوستہ ہوتی ہیں۔ یعنی بعض کا بعض سے تعلق ہوتا
ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میری روح کو

امۃ الحی کی روح

سے ایک پیوستگی حاصل تھی جسے ہمیشہ حیرت ہوتی تھی۔ اور اس کا
ذکر کبھی کبھی میں مرحومہ سے بھی کیا کرتا تھا۔ کہ جب شادی کی۔
تو اپنا احسان سمجھ کر کی تھی۔ احسان میں نے اس لحاظ سے کہا۔ کہ میرا
مقصد یہ تھا۔ کہ میں تعلیم دوں گا۔ ان کی تربیت کروں گا۔ پھر یہ
سمجھ کر شادی کی تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی اس خواہش
کو پورا کروں۔ کہ مسیح موعود کے خاندان سے آپ کے خاندان کا

خونی رشتہ

قائم ہو جائے۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا۔ یہ میری نیک نیتی اور
اپنے استاذ اور آقا کی خواہش کو پورا کرنے کی آرزو ایسے

اعلیٰ درجہ کے پھل

لائے گی۔ اور میرے لئے اس سے ایسے راحت کے سامان پیدا
ہونگے۔ مجھے بہت سی شادیوں کے تجربے ہیں۔ میں نے خود بھی کئی
شادیاں کی ہیں۔ اور بحیثیت ایک جماعت کا امام ہونے کے
ہزاروں شادیوں سے تعلق ہے۔ اور ہزاروں کے واقعات مجھ تک
پہنچتے رہتے ہیں۔ مگر میں نے عمر بھر کوئی ایسی

کامیاب اور خوش کرنے والی شادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں دیکھی۔ جیسی میری یہ شادی تھی۔ میں شکلوں کا پرستار نہیں ہوں۔ مرحومہ کی شکل جسمانی لحاظ سے کوئی اچھی شکل نہ تھی۔ دوسری بیویوں کی شکل ان سے بہت اچھی تھی۔ لیکن ان کے اندر ایک ایسا ایمان تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک ایسا یقین تھا اسلام کی صداقت پر کہ جو ایمان اور یقین بہت کم عورتوں میں پایا جاتا ہے۔ ان کے اندر ایک یقین اور وثوق تھا۔ تمام سلسلہ کے کاموں کے متعلق۔ پھر میاں کے عیوب اور کمزوریاں سب سے زیادہ بیوی پر ظاہر ہوتی ہیں۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے جو مجھ میں پائی جاتی ہیں اور باوجود ان غفلتوں کے جو مجھ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ میں نے ہمیشہ ان کے ایمان کو

خلافت کے متعلق

ایسا مضبوط پایا۔ کہ بہت کم مردوں میں ایسا ہوتا ہے۔ ان کی دین سے محبت ان کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت۔ ان کی وہ حالت ایمانی جو دین کے دوسرے شعبوں کے ساتھ تھی۔ میرے حساس قلب کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکتی تھی۔ اور

مجھے فخر ہے

کہ ان کی شادی مجھ سے ایسے زمانہ میں ہوئی۔ جب کہ وہ چھوٹی عمر کی تھیں۔ اور مجھے تعلیم دینے اور تربیت کرنے کا موقع مل گیا۔ اور بجا فخر ہے۔ مگر میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ اگر قبولیت کا مادہ نہ ہو۔ تو کوئی انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ خواہ ان کی کوئی حالت ہوتی۔ کتنے غصہ اور جوش میں ہوتیں

دینی ذکر کے بعد

میں نے دیکھا۔ انکی طبیعت مدھم ہو جاتی۔ عورتوں کو تو عام طور پر دیکھا ہے۔ اور بعض مردوں کو بھی۔ کہ جب وہ غصہ کی حالت میں ہوں۔ تو فوراً غصہ کو روک نہیں سکتے۔ آہستہ آہستہ ان کی طبیعت بحال ہوگی۔ لیکن ان کو میں نے دیکھا۔ اگر ان کی غلطی ہوتی۔ اور بتایا جاتا۔ کہ دین میں یوں ہے۔ تو فوراً ان کی تسلی ہو جاتی۔ اور اس طرح ان کی طبیعت ساکن ہو جاتی۔ جس طرح پہاڑ سے ٹکرا کر کوئی چیز ٹھیر جاتی ہے۔ میں عموماً بیمار رہتا ہوں۔ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ بیمار میں غصہ زیادہ ہوتا ہے۔ میں بلاوجہ تو کسی پر غصہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر معقول وجہ ہو۔ تو غصہ کا اظہار کر دیا کرتا ہوں۔ اس وجہ سے بارہا ایسے مواقع پیش آئے۔ کہ میں ان سے ناراض ہوا۔ مگر سوائے ایک دفعہ کے ان کے

چہرہ پر کبھی بل نہ دیکھا

خواہ وہ کتنے ہی رنج اور صدمہ کی حالت میں ہوں۔ جب میری شکل دیکھتیں۔ تو اپنے چہرہ کو خوش بنا لیتیں۔ تاکہ مجھے تکلیف نہ ہو۔ اور بہت سے فکر و اندیشے رہتے ہیں۔ ان کی غمگین چہرہ دیکھ کر اور اثر نہ ہو۔ مذکورہ بالا موقع بھی ایک ایسی ہی وجہ پر جو معقول وجہ تھی۔ ان کو غلط فہمی تھی۔ ناراض ہوئیں۔ اور اس کا پتہ بھی مجھے اس طرح لگا۔ کہ میں نے ان کے

چہرہ پر ملال کے آثار

دیکھے۔ میں نے پوچھا آج تک میں نے تمہارے چہرہ پر ایسے آثار نہیں دیکھے تھے۔ جو آج ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تب انہوں نے وہ بات بتائی۔ جس کے متعلق انہیں غلط فہمی تھی۔ میں نے ان کی غلط فہمی کو دور کر دیا۔ اور اس وقت انہیں ایک بات کہی۔ جسے خدا تعالےٰ نے پورا کر دیا۔ مگر اس کی خوشی دیکھنا ان کے لئے مقدر نہ تھی۔ کوئی نادان اسے شرک کہے۔ یا اپنی بڑائی۔ مگر میں نے جو کچھ کہا۔ وہ یہ تھا۔ میں نے کہا گلہ جانے دو یہ بلاوجہ ہے۔ اور یہ خوشخبری سن لو۔ کہ

تمہارے ہاں لڑکا ہوگا

جو بہت با اقبال ہوگا۔ پہلے ان سے لڑکیاں ہوئی تھیں۔ مگر اسی ماہ میں جس میں یہ گفتگو ہوئی حمل ہوا۔ اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام

خلیل احمد

رکھا گیا ہے۔

میں نے ان سے جو وعدہ کیا تھا۔ اور جو خدا تعالےٰ نے میری زبان پر جاری کیا تھا۔ وہ بہت زیادہ تھا۔ اس کا اظہار میں نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ اتنا کہہ دیتا ہوں۔ کہ مجھے بتایا گیا۔ وہ مسیحی نفس ہوگا۔ اور حضرت مسیح سے نہایت گہری مشابہت ہوگی۔ میں نہیں جانتا۔ اس کی زندگی کا کیا حال ہوگا۔ بشیر اوّل کے متعلق حضرت مسیح موعود کو بتایا گیا تھا۔ مگر وہ فوت ہوگیا۔ اس بچے کی فطرت کے متعلق مجھے علم دیا گیا ہے۔ اگر ہماری کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی روک نہ بن گئی۔ تو جیسا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے وہ

مسیحی نفس

ہوگا۔

غرض میں کسی دنیوی خواہش اور لذت کے لئے اس کام پر آمادہ نہیں ہوا۔ میرا دل ڈرتا ہے۔ کہ وہ جو پہلے ہی

غموں اور فکروں کی آماجگاہ

بنا ہوا ہے۔ ایک اور فکر نہ سہیڑ لے۔ مگر خدا تعالےٰ سے دعائیں کی ہیں۔ اور میں محض اس نیت سے اس کے لئے آمادہ ہوا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے سلسلہ کا ایک جزو جو بہت پیچھے ہٹا ہوا ہے اس ذریعہ سے اس کی ترقی کا سامان ہو۔ ورنہ میں جس قدر اپنے نفس کو ٹٹولتا ہوں۔ اس کے سوا کوئی خواہش نہیں پاتا۔ اور کوئی ظاہری وجہ بھی نہیں۔ جو دنیوی فائدہ ظاہر کرتی ہو۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ محض ایک اور صرف ایک غرض اس کام بلکہ اس بوجھ کو اٹھانے کی محرک ہے۔ اور وہ صرف

514

جماعت کی ہمدردی اور سلسلہ کا مفاد

ہے۔ میں نے بار بار اپنے دل کو ٹٹولا ہے۔ اور اس کے چاروں گوشوں کو دیکھا ہے۔ اور بہت غور سے دیکھا ہے۔ اس کے سوا میں نے اس میں کوئی اور خواہش نہیں دیکھی۔ لیکن پھر بھی چونکہ انسان کمزور ہے۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ اگر میرے دل کے کسی گوشہ میں اس کے سوا کوئی اور خواہش ہو۔ تو خدا تعالےٰ اسے بدل دے۔ میں نے کم از کم تین سو دفعہ استخارہ اور دعا اس شادی کے متعلق کی ہے۔ لیکن اب میں پھر دعا کرتا ہوں۔ کہ اگر میری دعائیں میری نفسانی کمزوری کی وجہ سے قبول نہ ہوئی ہوں۔ تو خدا تعالےٰ اب قبول فرمائے۔ اور اس سے کوئی ایسا خمیازہ نہ نکلے۔ جو غم و ہم کا موجب ہو۔ میں شادی کے فرائض اور ذمہ داریوں کو جانتا ہوں۔ میں نے بارہا لوگوں کو بتایا ہے۔ کہ شادیوں کی کیا اغراض ہیں۔ اور آج میں اپنے نفس کو مخاطب کرکے وہی کہتا ہوں۔ جو آج تک دوسروں سے کہتا رہا۔ کہ ان باتوں کو سوچ لے۔ مگر پھر بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اغراض جو خدا تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کے بتائے ہیں۔ ان کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرا دل بہت سے اسباب کی وجہ سے

حقیقی دنیوی خوشی

سے ناآشنا ہو گیا ہے۔ اب مجھے دنیا میں کوئی خوشی نظر نہیں آتی میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ خوش نہیں ہوں۔ جب میرا رب مجھے خوش کرنا چاہتا ہے تو میں اسکے فضل اور اس کی بندہ نوازی سے خوش ہوتا ہوں۔ لیکن اس وقت

میری حالت

حضرت مسیح کی اس رات کی حالت کے مطابق ہے۔ جس کی صبح کو انہیں صلیب پر لٹکایا جانا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا۔ میرا دل تو تیار ہے۔ مگر جسم تیار نہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں۔ روحانی طور پر خوشی کے مواقع آتے ہیں۔ مگر جسمانی دل منقبض ہے۔ اگر میرے دل میں یہ تڑپ نہ ہوتی۔ کہ میں اسلام کی ترقی کو دیکھوں۔ اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی۔ کہ میں اپنی زندگی میں اپنے گناہوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منافی کرانے کے لئے سامان کرسکوں۔ تو اس دنیا میں میرے لئے کوئی

دکھ کا سامان

نہیں۔ مگر باوجود اس کے میں خدا تعالےٰ کی نعمتوں کو رد نہیں کرتا۔ بلکہ طلب کرتا ہوں۔ اگر میں دنیا میں رہ کر دین کی کچھ خدمت کرسکوں۔ ترقی اسلام میں ممد و معاون ہوسکوں۔ خدا تعالےٰ کی رضا میں کوئی گھڑی گذار سکوں۔ تو میرے لئے کوئی دکھ نہیں۔ بلکہ

یہ زندگی ہی جنت ہے

اور اعلےٰ درجہ کی جنت ہے۔ میں کبھی اپنی نادانی کی گھڑیوں میں کہا کرتا ہوں۔ میرے مولا کس غرض کے لئے تو نے مجھے دنیا میں رکھا ہوا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ وہ نادانی کی گھڑیاں ہوتی ہیں

دنیا دار العمل ہے

اگر کوئی گھڑی ایسی میسر آجائے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی رضا حاصل ہوسکے۔ تو یہی جنت ہے۔ جنت کیا ہے۔ کیا دودھ اور شہد کی نہریں جنت ہے۔ کیا باغوں کی سرسبزی جنت ہے۔

جنت خدا تعالےٰ کی رضا ہے

اگر اس کی رضا اس دنیا میں حاصل ہوجائے۔ تو یہی جنت ہے۔ اور اگر اگلے جہان میں حاصل ہو۔ تو وہی جنت ہے۔ پس چونکہ یہ دنیا دار العمل ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی رضا کے حصول کی بنیاد یہیں پڑتی ہے۔ اسلئے میں خدا تعالےٰ کی دنیوی نعمتوں کی بھی قدر کرتا ہوں۔ اور اپنی کمزوریوں کا اقرار کرتے ہوئے اپنی کمزوریوں پر ندامت کا اظہار کرتا ہوں۔

غرض اس نئے بوجھ کو جو میں اٹھانے لگا ہوں۔ تو محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے۔ اور میں سمجھتا ہوں

دوسرے فریق کے لئے

بھی یہ کوئی خوشی نہیں۔ ایک ایسا مرد جو صحت کے لحاظ سے کمزور ہو جس کی مالی حالت کمزور ہو۔ جس کا دل دنیوی خوشی سے بے بہرہ ہو۔ جس کی پہلے دو بیویاں موجود ہوں۔ اسے لڑکی دے کر کوئی بڑی امید نہیں کرسکتا۔ لڑکیاں چاہتی ہیں۔ کہ خوش و خورم زندگی بسر کریں۔ ماں باپ چاہتے ہیں۔ کہ ان کی لڑکیاں ایسے انسان کے پاس جائیں۔ جو ہنس مکھ ہو۔ جس کے قویٰ مضبوط ہوں۔ جس کی مالی حالت اچھی ہو جس کی پہلی شادی نہ ہو۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی مجھ میں نہیں پائی جاتی۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان کی بھی قربانی ہے۔ اور

میں دعا کرتا ہوں

کہ خدا تعالےٰ انہیں اس کے نیک نتائج دے۔ اور اگر ان کی نیت اور اخلاص میں کسی قسم کی کمی ہو۔ تو اس کے بد اثرات سے بچائے۔ اور جب یہ شادی محض جماعت کے بعض کاموں کو ترقی دینے کے لئے کی جارہی ہے۔ تو خدا تعالےٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ اس شادی کو میرے لئے بھی مبارک کرے۔ اور اس لڑکی کے خاندان کے لئے بھی۔ پھر وہ اس

کمزور اور متروک صنف

کیلئے بھی جو عورتوں کی صنف ہے۔ مبارک کرے۔ جس کے حقوق سینکڑوں سالوں سے تلف کئے جارہے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے رحم کے لئے ہاتھ اٹھا اٹھا کر پکار رہی ہے کہ اے خدا کیا تیرا رحم مردوں کیلئے ہی مخصوص ہے یا عورتوں کیلئے بھی ہے۔ خدا تعالےٰ ان پر اپنا فضل اور رحم نازل کرے۔ اور مردوں پر بھی۔ دونوں کامل ہوں۔ اور خدا تعالےٰ

موت سے پہلے

مجھے یہ بات دکھا دے۔ کہ اسلام دنیا میں ہر طرف غالب ہو رہا ہے۔ سچے ایمان اور اخلاص سے جماعت بھری ہوئی ہے۔ عالم و جاہل مرد و عورت سب خدا کے عشق کے نشہ میں چور ہیں۔ خدا تعالےٰ ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔ میں اگر اس مقصد اور مدعا میں حصہ لیتے ہوئے دنیا سے گذر جاؤں۔ تو میں سمجھوں گا۔ میرے جیسا

خوش قسمت انسان

اور کوئی نہیں۔

میں اس

نکاح کا اعلان

خود کرتا ہوں۔ عام طور پر یہ بات رسم و رواج کے خلاف ہے۔ کہ جس کا نکاح ہو۔ وہی اعلان کرے۔ مگر میرے دل کے غم نے مجھے مجبور کیا۔ کہ میں خود کھڑا ہو کر اعلان کروں اور ان جذبات اور خیالات کا اظہار کروں۔ جو میرے سوا کوئی اور نہیں کرسکتا تھا۔ مگر یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ میں جن بزرگوں کی جوتیاں جھاڑنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا انہوں نے اپنے نکاح کا اعلان خود کیا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے ان جرنیلوں کی تعقیب میں اور ان بزرگوں سے تیمناً اور تبرکاً نسبت کرتے ہوئے اس امید سے کہ خدا تعالیٰ اس نکاح کو بابرکت کرے خود اعلان کرتا ہوں۔ لڑکی والے یہاں موجود نہیں ہیں۔ لیکن انہوں نے تحریری اجازت بذریعہ رجسٹری مفتی محمد صادق صاحب کو بھیجی ہے۔ اور انہیں اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ مفتی صاحب آپ کو ایک ہزار روپیہ مہر پر سارہ بیگم بنت مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کا نکاح مجھ سے منظور ہے۔

جناب مفتی صاحب نے منظوری کا اقرار کیا۔ اس کے بعد حضور نے لمبی دعا فرمائی۔ اور پھر دوبارہ ان اصحاب کے لئے دعا فرمائی۔ جو کانفرنس میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔

آغا صفدر صاحب پر بے علم مولویوں کا عتاب

معزز معاصر "ہمدرد" کے نامہ نگار خصوصی کا سیالکوٹ کے متعلق ۹ اپریل کے پرچہ میں جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں اس امر کا ذکر کرنے کے بعد کہ مذہبی مناظروں کا بازار گرم ہے۔ عیسائی سب سے زیادہ مستعد ہیں۔ اور قادیانی احمدی لگے ہے گا ہے ان کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ مسئلہ قتل مرتد کے متعلق لکھا ہے:-

"قتل مرتد کے مسئلہ پر بہت کچھ لے دے ہوئی۔ اور ابھی تک ہورہی ہے۔ جس سرگرمی سے اس مسئلہ کے جواز اور عدم جواز کا اظہار کیا گیا اسے دیکھتے ہوئے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اگر خدانخواستہ یہاں کے مسلمانوں کے کسی فرقہ کو حکومت کا اقتدار میسر آجائے تو دوسرے فرقوں کی خیر نہیں۔ آغا محمد صفدر خان صاحب آجکل یہیں مقیم ہیں۔ اور معتوب علماء ہوئے ہیں۔ وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ یہ اصحاب جو اپنی بزرگی کی سند احادیث میں تلاش کرتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہیں۔ گوارا نہیں کرسکتے کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی اور کا بھی احترام کیا جائے۔ آغا صاحب نے قتل مرتد کے مسئلہ کے خلاف اظہار خیالات کیا۔ چند ایک بے علم مولویوں نے ذاتی مفاد اور ذاتی عناد کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسب عادت برا بھلا کہا۔ ثابت تو وہ کچھ نہ کرسکے۔ مگر دل کا بخار نکال لیا۔

افشائے راز عشق میں گو ذلتیں ہوئیں
لیکن اسے جتا تو دیا جان تو گئے

تازہ الزام جو ان پر وارد کیا جاتا ہے یہ ہے کہ وہ رسالت کے منکر ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ وہ وحی کے تو قائل ہوں اور رسالت سے انکار کرتے ہوں۔ یہ معمہ بجز میں نہیں آسکا۔ ایک مشہور و مستند عالم نے قرآن کے اشیاء اور قربانی کا یہاں تک احترام کیا کہ مسجد میں ان کے اخلاص کا اعتراف کرکے اپنے حواریوں کو کہا۔ کہ خدا کے حضور میں دعا مانگیں۔ کہ وہ آغا صاحب ایسے با اخلاص مسلمانوں کو گمراہی سے بچائے۔ تاڑنیوالے تاڑ گئے کہ مطلب سعدی دیگر است۔ مگر مولانا جوش و خروش سے آمین کی پرزور صداؤں میں دعا مانگتے رہے۔ خداوند بزرگوں کو گمراہی اور غلط بیانی سے بچائے۔ آمین!"

ان حالات سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب آف ہمدرد کی طرح جناب آغا صاحب کو بھی اس کا اندازہ لگانے کے عمدہ موقعہ مل گیا ہے کہ "علماء" کی حالت کس درجہ گر چکی ہے۔ اور وہ ذاتی اغراض کے لئے … [illegible] ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

515

اخبار "سیاست" کی غلط بیانی

ایک لاکھ چندہ کی تحریک اور جماعت احمدیہ لاہور

۲۹ مارچ کے اخبار سیاست میں کسی بے نام و نشان نامہ نگار کا جو مضمون شائع ہوا ہے اُسے الفضل ۱۴ اپریل میں نقل کر کے جواب دیا گیا ہے۔ بہتر تو یہی تھا کہ سیاست میں مضمون لکھنے والے صاحب اپنا نام ظاہر کر دیتے۔ تا ایک تو یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ احمدی ہیں یا غیر احمدی۔ دوسرے ان سے ملکر ان کی تسلی کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اور بتایا جاتا۔ کہ ہم احمدی خدا کے فضل سے چندہ دیتے دیتے تھکے نہیں۔ بلکہ اور تیز ہو گئے ہیں۔ لیکن چونکہ نامہ نگار نے غائب رہنا پسند کیا۔ اس لئے بذریعہ اخبار جواب دیا جاتا ہے۔ میں جماعت لاہور کا فنانشل سکرٹری ہوں۔ اور اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ جماعت خدا کے فضل سے اپنے امام کی ہر آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہے۔ اور جس قدر بھی چندہ مانگا جائے۔ جماعت خدا کے فضل سے اسے پورا کرنا اپنی سعادت سمجھتی ہے۔ کیونکہ ہر احمدی کو یقین کامل ہے۔ کہ جو چندہ بھی وہ دیتا ہے وہ اشاعت اسلام میں خرچ کیا جاتا ہے۔ سیٹھ چھوٹانی کے کارخانہ میں جمع نہیں ہوتا۔ جو لوگ قوم کا روپیہ مختلف بہانوں سے جمع کر کے خود ہضم کر گئے ہوں۔ وہ کس منہ سے جماعت احمدیہ کے جلیل القدر امام پر غلط الزام لگانے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ مجھے معترض کے اس حصہ مضمون پر روشنی ڈالنی ہے اور اس کے متعلق جماعت احمدیہ لاہور کے صحیح جذبات کی ترجمانی کرنی ہے۔ جہاں اس نے یہ لکھا ہے۔

"اب سوا لاکھ کی اپیل کی گئی ہے۔ اور اسی کی کامیابی پر آیندہ بہبودی کا دارومدار ہے۔ مگر آئے دن چندے دیتے دیتے قادیانی مرید بھی کچھ تھک سے گئے ہیں۔ اور اپیل کا اثر تا حال حوصلہ افزا نہیں ہوا۔"

اس اپیل پر جس خوشدلی سے لاہور کی جماعت نے چندہ لکھایا ہے۔ اور جو باوجود مشکلات کے کامیابی ہوئی ہے۔ اس کا علم اگر سیاست کو ہو جائے تو نہ معلوم حسد سے اس کی کیا حالت ہو۔ جماعت لاہور نے اس تحریک پر پہلے پانچ ہزار روپیہ کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اب جو جماعت نے چندے لکھائے تو چھ ہزار سے بھی بڑھ گئے۔ اور خدا کے فضل سے تین ہزار سے زائد روپیہ وصول بھی ہو چکا ہے۔ بقایا روپیہ بھی میعاد مقررہ کے اندر وصول ہو جانے کی قوی امید ہے۔ یہ تو جماعت کی مجموعی حالت ہے۔ اب میں چند مثالیں افراد کی پیش کرتا ہوں۔

میں نے وصولی چندہ کے لئے شہر میں مختلف حلقے مقرر کر کے محصل مقرر کئے ہیں۔ ایک شخص مستری فضل دین صاحب نے میرے پاس اس امر کی شکایت کی۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک ماہ کی آمدنی طلب کی ہے اور آپ نے بھی اسی کے لئے تقاضا کیا ہے۔ تو محصل نے مجھے یہ کیوں کہا۔ کہ خواہ ایک ماہ کی آمدنی دو۔ یا کم دو۔ محصل کو کیا حق ہے۔ کہ وہ کسی کو کم دینے کے لئے کہے۔ جب حضرت صاحب نے ایک ماہ کی پوری آمدنی طلب کی ہے۔ تو وہی وصول کرنی چاہیئے۔ اس سے کم کیوں وصول کی جائے اسکے بعد اس نے ۴۱ روپے ۹ آنے جو اس کو اس ماہ میں تنخواہ ملی تھی۔ مجھے دیدی۔ اتفاق سے دو ماہ کا چندہ عام بھی مستری صاحب کے ذمہ بقایا تھا۔ میں نے یاد دہانی کرائی۔ تو وہ بھی انہوں نے دیدیا۔

دوسرے ایک اور دوست جن کے ذمہ چند ماہ کا چندہ عام باقی تھا میں نے جب ان سے کئی مرتبہ تقاضا کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ کون ایسا احمدی ہے۔ جس کے پاس روپیہ ہو۔ اور وہ چندہ دینے سے دریغ کرے۔ میرا غیر احمدی رشتہ داروں سے جائداد کا مقدمہ چل رہا ہے۔ قریباً ساری تنخواہ مقدمہ پر خرچ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات گھر میں کھانے کو بھی کچھ نہیں رہتا۔ ایک شام کھانے کے لئے گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ بچے اور بیوی میرا مُنہ دیکھ رہے تھے۔ اور میں اُن کا۔ گھر میں نہ پیسہ تھا۔ نہ غلہ۔ اس شب اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اس رنگ میں کیا کہ ایک رشتہ دار کے ہاں کوئی تقریب تھی۔ اس نے بہت سا کھانا بھیج دیا۔ لیکن اسی شخص نے تحریک خاص میں ۱۰۸ روپے چندہ لکھایا۔ اور نہ صرف لکھا ہی دیا۔ بلکہ ادا بھی کر دیا۔ اور ساتھ ہی اپنا چندہ عام بھی ادا کر دیا۔

اسی طرح ایک اور دوست نے اپنی تنخواہ ۱۲۵ روپے چندہ میں لکھائی۔ مگر ان کو یہ سخت تشویش کہ تنخواہ میں سے تو کچھ بچتا نہیں۔ اسکی ادائگی کی کیا فکر کی جائے۔ مگر وعدہ لکھانے کے چند دنوں بعد اس نے ۱۲۵ روپے مجھے دیدیئے اور کہا کہ میرے پاس تو تھے نہیں۔ میری بیوی نے انتظام کر دیا ہے۔

جس دن یہ تحریک لاہور میں پیش ہوئی تھی مجھے اسی دن ایک شادی کی تقریب پر لکھنؤ جانا تھا۔ مجھے خدا کے فضل سے ۱۹۰ روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں نے پہلے ارادہ کیا۔ کہ اپنی تنخواہ لکھا جاؤں گا۔ مگر اس خیال سے کہ کام میرے متعلق ہے میں نے لکھنؤ جانا ملتوی کر دیا۔ اور جلسہ میں شریک ہو گیا۔ وہاں میں نے ۱۹۰ روپیہ کی بجائے خدا کے فضل سے ۲۶۰ روپے وعدہ لکھایا۔ [illegible] خدا کے فضل سے ادا کرنے کی بھی توفیق دیدی۔ [illegible] تو تھا۔ لیکن ۱۹۰ روپے کی بجائے ۲۶۰ روپے چندہ لکھانے میں مجھے بے حد خوشی اور مسرت محسوس ہوئی۔ اور میں نے شکر کیا کہ میں لکھنؤ نہیں گیا۔ ورنہ مجھے ۱۹۰ روپے سے زیادہ دینے کی توفیق نہ ملتی۔ یہ میری قلبی کیفیت ہے۔ جس کو دوسرا سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اور یہ حال میرا ہی نہیں۔ بلکہ تمام احمدیوں کا یہی حال ہے۔ کہ وہ چندہ دیکر خوش ہوتے ہیں۔ چندہ دینے کے بعد ان کو حسرت ہوتی ہے۔ تو صرف یہ کہ انہوں نے چندہ تھوڑا دیا ہے۔ اور اپنے شوق اور ذوق کے مطابق نہیں دے سکے۔ ایسی حالت میں جب جماعت کا ہر فرد چندہ دینے میں بھی ایک لذت محسوس کرتا ہو۔ سیاست کا یہ لکھنا کہ جماعت چندہ دیتے دیتے تھک سی گئی ہے۔ کس قدر فضول اور لغو ہے۔

کاش! کہ سیاست کا ایڈیٹر یا اس کا نامہ نگار زیادہ علم حاصل کر کے کچھ لکھتا۔ ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں کہ وہ ہوتے ہوئے چندہ نہ دیتا ہو۔ ابھی کل میں نے ایک شخص سے چندہ مانگا۔ اس نے کہا۔ انشاء اللہ ضرور دوں گا۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ہم خواہ نمک مرچ سے روٹی کھائیں گے۔ مگر آپ کو چندہ ضرور دینگے میں جماعت کے اخلاص کو کہاں تک لکھتا جاؤں۔ سیاست کے ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ ایک لاکھ کی تحریک ان معمولی ماہوار چندوں سے بالکل الگ ہے۔ جو ہر شخص اپنی تنخواہ میں سے قریباً ایک آنہ فی روپیہ دیتا ہے علاوہ ازیں مسجد احمدیہ لاہور کا کام بھی آج کل شروع ہے اسمیں بھی جماعت خدا کے فضل سے پورا حصہ لے رہی ہے اور دل کھول کر چندہ دے رہی ہے۔ کیا ان حالات میں بھی سیاست کو یہ لکھتے ہوئے شرم نہ آئی۔ کہ آئے دن چندہ دیتے دیتے قادیانی مُرید بھی کچھ تھک سے گئے ہیں اور اپیل کا اثر تا حال حوصلہ افزا نہیں ہوا۔"

مجھے اُمید ہے۔ کہ ان واقعات کی روشنی میں جو میں نے لکھے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب سیاست اس غلط خبر کی تصحیح کر دینگے۔ ورنہ ہم تو خدا کے فضل سے اپنا کام کرتے ہی جاوینگے۔

الراقم

عبد الحمید فنانشل سکرٹری

انجمن احمدیہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفاظت مال و جان کا بہائی نسخہ

الفضل کے کسی گذشتہ نمبر میں بہائیوں کے ایک نار وا الزام "سرقہ" کا ذکر کرتے ہوئے بدلائل ثابت کیا گیا تھا کہ جس واقعہ کو بہائی اخبار "کوکب ہند" نے بہائی سازش کے ظاہر ہو جانے کے بعد "چوری" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ دراصل اس میں بہائیوں کی اپنی سازش تھی۔ کہ ایک "کمسن" لڑکے کے ساتھ خط و کتابت کرکے اور اس کو قابو میں لاکر اپنی اغراض مخصوصہ کے لئے اسے "آلہ کار" بنانا چاہا۔ جس کی پوری تفصیل الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ ورنہ جن کتابوں کی چوری کے لئے اس لڑکے کے بھیجے جانے کا غلط الزام بہائی سازش کے فاش ہو جانے کے بعد لگایا جاتا ہے۔ ان کتابوں کی نسبت کسی احمدی کو علم بھی نہ تھا کہ کہاں ہیں۔ اور نہ کسی احمدی نے کبھی ان کی شکل اور صورت دیکھی تھی۔ اور نہ وہ لڑکا اس قابلیت کا تھا۔ جو ان بے نام و بے پتہ قلمی کتابوں کا پتہ لگاتے۔ اور دفتر "کوکب ہند" میں داخل ہوتے ہی فوراً معلوم کر جاتے کہ بہائی مذہب کی یہ کتاب فلاں ہے۔ اور یہ فلاں۔ اور نہ کوئی عقل یہ باور کر سکتی ہے۔ کہ جب اس لڑکے کے خطوط سے بقول "مدیران" کوکب مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۵ء "پہلے ہی سے سازش کی بو آتی تھی۔ تو پھر اس کو اپنے ہاں کیوں مہمان ٹھہرایا جیسا کہ کوکب مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء میں درج ہے۔ اور اسپر اتنا اعتبار کیوں کیا گیا کہ اپنے ہاں کی یہ کتابیں اور دفتر کا سارا سامان اسی کے حوالہ کرکے اپنے اپنے کاموں پر کارکنان "کوکب" چلے گئے۔ ان جملہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ "چوری" کا الزام نا درست ہے۔ اور دراصل اس میں کسی بہائی کی سازش ہے۔

چونکہ واقعات اور دلائل سے بہائیوں پر سازش کا الزام عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے قادیان کے کتب خانہ سے ان کتابوں کے نکالنے کے لئے جو ان کے زعم میں کتب خانہ قادیان میں ان کے خلاف جمع کی گئی ہیں۔ ایک "کمسن" لڑکے کو آلہ کار بنانا چاہا اس لئے بہائی اخبار "کوکب ہند" کوشش کرتا ہے کہ اس الزام سے بریت حاصل کرے۔ اور دلائل کا تو اسے کوئی جواب نہیں آیا۔ مگر "کوکب ہند" کے حوالہ سے جو یہ دلیل پیش کی گئی تھی کہ اس لڑکے کی اور ان کی خط و کتابت تھی۔ اس کی بابت البتہ "کوکب" مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۵ء میں لکھا گیا ہے کہ "کوکب" میں ایسا کبھی نہیں لکھا گیا۔ اور یہ ایسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے لکھ دیا کہ:۔ "یہ مسئلہ تو قادیان میں ارباب قادیان کے پاس الفرائد دیکھی تھی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔"

چونکہ "کوکب" کا یہ جواب بھی غلط ہے۔ کیونکہ "کوکب" مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۲-۱۳ میں خواجہ حسن نظامی کے قلم سے (جو بہائیوں کے ایجنٹ معلوم ہوتے ہیں) "مدیران کوکب" کا یہ بیان شائع ہو چکا ہے۔ کہ اس لڑکے کی ان سے خط و کتابت تھی۔ اور اسی طرح قادیان میں کتاب "الفرائد" کے اس واقعہ سے پہلے موجود ہونے کی شہادت بھی "مدیران کوکب" اپنے پرچہ کوکب مورخہ ۹ نومبر ۱۹۲۴ء میں شائع کر چکے ہیں۔ اس لئے الفضل کے شائع شدہ دلائل کی موجودگی میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چوری نہیں بلکہ سازش ہے۔ جس کا الزام بہائیوں پر ہے۔ اس واقعہ کے چوری نہ ہونے کے متعلق کسی مزید بحث کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ بہائی مذہب کے نقطۂ نظر سے آئندہ کے لئے ایک ایسا عجیب اور مفید نسخہ شائع کر دوں کہ نہ بہائیوں کے ہاں کبھی چوری ہو سکے اور نہ ان کو دوسروں پر چوری کا بے جا الزام لگانے کی ضرورت پیش آئے۔ یہ نسخہ میرا یا کسی اور احمدی کا اپنا ایجاد کردہ نہیں ہے بلکہ بہائیوں کے پیشوا میرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ کا اپنا بیان فرمودہ نسخہ ہے۔ جو انکی کتاب "ایقان" میں عرصہ دراز سے بطور راز کے پوشیدہ چلا آتا ہے۔ جناب موصوف نے کتاب ایقان میں اس مضمون کے بیان کرنے کے بعد اولیاء اللہ کے غلبہ اور حکمرانی سے مراد ان کا ظاہری غلبہ اور حکومت مراد نہیں بلکہ اس غلبہ اور حکومت سے ان کا درجہ اور مقام مراد ہے اس بے بہا نسخہ کو بزبان فارسی حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے:۔

"در ملاحظہ فرمائید غلبہ ترشحات دم آنحضرت را کہ بر تراب ترشح نمودہ و بشرافت و غلبۂ آں دم تراب چہ گونہ غلبہ و تصرف در اجساد و ارواح ناس فرمودہ چنانچہ ہر نفسے برائے استشفاء بذرۂ ازاں مرزوق شد شفا یافت۔ و ہر وجود کہ برائے حفظ مال قدرے ازاں تراب مقدس را بیقین کامل و معرفت ثابتہ در بیت نگاہداشت جمیع مالش محفوظ ماند۔ ایں مراتب تاثیرات آں است در ظاہر۔ و اگر تاثیرات باطنیہ را ذکر نمائیم۔ البتہ خواہند گفت تراب را رب الارباب دانستہ و از دین بالمرۃ خارج گشتہ۔"

(ایقان مطبع نولکشور لاہور صفحہ ۱۲۸-۱۵۰)

اس عجیب نسخہ کا بزبان اردو خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"حضرت امام حسین علیہ السلام کا جو خون زمین کربلا میں شہادت کے وقت گرایا گیا تھا۔ اس خون کا یہ غلبہ اور اثر ہے کہ اس خون کی برکت سے زمین کربلا اب لوگوں کے جسموں اور روحوں پر حکومت اور سلطنت کرتی ہے۔ چنانچہ جس کسی نے بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے ایک ذرہ اس خاک پاک کا کھایا۔ اس نے شفا پائی۔ اور جس کسی نے مال کی حفاظت کے لئے اس خاک پاک کا تھوڑا سا بھی حصہ کامل یقین اور پختہ معرفت کے ساتھ اپنے گھر میں رکھا۔ اور اس کا کل مال محفوظ رہا۔ یہ تو اس کی ظاہری تاثیروں کا درجہ ہے۔ اور اگر ہم اسکی باطنی تاثیرات کا ذکر کریں۔ تو لوگ بلا شک و شبہ پکار اٹھیں گے۔ کہ ہم نے خاک کو رب الارباب خیال کیا۔ اور دین سے بالکل خارج ہو گئے ہیں۔"

اس حوالہ میں جناب بہاء اللہ نے بتایا ہے۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو ظاہری غلبہ نصیب نہیں ہوا۔ مگر آپ کے خون کی برکت سے اس زمین (کربلا) کو جس میں آپ کا خون گرایا گیا تھا۔ یہ شرافت اور غلبہ حاصل ہے۔ کہ جس مریض کو اس کا ایک ذرہ کھانے کو مل جائے۔ وہ شفا پا جاتا ہے۔ اور جس گھر میں اس زمین کی تھوڑی سی مٹی بھی موجود ہو۔ تو اس گھر کا کل مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

اب یہ ایک ایسا بیش بہا اور مفید نسخہ ہے کہ اسپر عمل کرکے ہر ایک چوروں اور ڈاکوؤں سے اپنے اموال اور نفوس کی پوری حفاظت کر سکتا ہے۔ کیونکہ جناب بہاء اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جس گھر میں تھوڑی سی مٹی بھی اس خاک پاک (کربلا) کی موجود ہوگی۔ اس گھر کے کل اموال محفوظ ہو جائینگے۔ اگر بہائی لوگ بہاء اللہ کے اس نسخہ پر آج تک عمل کرتے چلے آتے اور اپنے گھروں میں تھوڑی تھوڑی مٹی بھی خاک پاک (کربلا) کی رکھ لیا کرتے۔ تو ان کے ہاں کبھی کوئی واردات چوری کی نہ ہوتی اور نہ کسی چور کی مجال تھی۔ کہ ان کے گھروں سے کسی قسم کی چوری کر سکتا۔ کیونکہ اس بے بہا نسخہ پر عمل کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس گھر میں اس کا استعمال کیا جائے۔ اس گھر کے سارے اموال محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ آتش زدگی وغیرہ سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔ یہ واقعہ جو چوری کتب کا بہائیوں کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے۔ اگر بہاء اللہ کے اس نسخہ پر پورا عمل کیا جاتا۔ تو کبھی واقع نہ ہوتا۔ اور نہ پولیس کو تکلیف دینے کی ضرورت پیش آتی۔ اب آئندہ کے لئے ہر ایک بہائی کو چاہیئے۔ کہ حسب ہدایت میرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ اپنے گھروں میں تھوڑی تھوڑی مٹی زمین کربلا کی لاکر رکھیں۔ تاکہ اگر بہاء اللہ سچے ہوں۔ تو ان کے اس نسخہ پر عمل کرنے سے کم از کم بہائیوں کے ہاں تو چوریاں ہونی بند ہو جائیں۔ اگر یہ نسخہ کامیاب ہو جائے۔ تو دنیا میں بہائی مذہب کے پھیلانے کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹوں کو بھی اس سہل الحصول نسخہ کا علم ہو گیا۔ تو وہ بھی بجائے پولیس وغیرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنے کے اپنی اپنی رعایا کو اسی نسخہ کے استعمال کرنے کی ہدایت جاری کرینگی۔ لیکن اگر منا کیا کہ بہاء اللہ کے اس بیان فرمودہ نسخہ کے استعمال کے بعد بھی کوئی چوری بہائی لوگوں کے گھروں میں ہو گئی ہے۔ تو بہائیوں کو یقین کر لینا چاہیئے کہ بہاء اللہ جس نے ایسا غلط نسخہ اپنی امت یا مخلوق کے سامنے پیش کیا ہے جھوٹا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کے جھوٹا اور سچا ہونے کے اس معیار کے متعلق یہ بہانہ بنائیں۔ کہ کربلا کی خاک پاک ہم کہاں سے لائیں۔ سو اوّل تو بقول ان کے قریباً سارا ایران بہائی ہے۔ جس سے چاہیں منگوا لیں۔ دوسرے اگر اس کربلا کی مٹی نہیں آسکتی۔ جس میں حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام شہید کئے گئے تھے۔ تو بہاء اللہ نے بھی اپنے آپ کو حسین کہا ہے اور الواح مبارکہ میں لکھا ہے۔ "ان ھذا الحسین" اس لئے حضرت امام حسین کی کربلا کی خاک پاک کے بجائے بہائی لوگ عکا یا بہجہ کی کربلا سے مٹی منگوا لیں۔ جہاں پر بقول بہاء اللہ کے بہائیوں کے اس حسین "مرزا حسین علی بہاء اللہ کا سر کاٹا گیا" جیسا کہ الواح مبارکہ صفحہ ۱۹۶ میں لکھا ہے:۔

"ان ھذا الحسین بالحق قد ظھر بفضل فی جبروت العدل وقام علیہ المشرکون بما عندھم من البغی والفساد ثم قطعوا راسہ بسیف البغضاء ورفعوہ علی السنان بین الارض والسماء" کہ سچا حسین یہ ہے۔ جو جبروت عدل میں فضل سے ظاہر ہوا ہے۔ اور مشرکوں نے شرارت اور فساد کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ اور پھر بغض کی تلوار سے اس کا سر کاٹ دیا تھا۔

امید ہے۔ کہ بہائی لوگ اس بے بہا نسخہ کے بتلانے پر جس سے ان کی تمام چوریوں کا انسداد ہو جاتا ہے۔ ہمارا شکریہ ادا کرینگے۔ اور پہلے کی طرح بجائے احسان ماننے کے ہمیں کو برا بھلا کہنا شروع نہ کر دینگے۔

خاکسار: فضل الدین پلیڈر۔ قادیان۔

مسئلہ قتل مرتد میں بعض مشاہیر یورپ کی مداخلت

جمعیۃ العلماء جو چند دیوبندیوں کی جماعت ہے۔ اس کا اخبار الجمیعۃ (دہلی) مندرجہ بالا عنوان سے لندن کے ان معزز اور سرکردہ اصحاب کا ذکر کرتا ہوا جنہوں نے کابل کے فعل سنگساری کے خلاف اظہار رائے کیا ہے۔ لکھتا ہے۔

"ان لوگوں میں انگلستان کے مشہور مورخ اور فسانہ نگار ایچ۔ جی۔ ویلز نامور فسانہ نگار اور ماہر روحانیت سر آرتھر کونن ڈائل اور سر الیور لاج اور تصوف اسلام کے ماہر پروفیسر نکلسن جیسے لوگ شریک ہیں"

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خود سنگساری کے حامیوں کو اعتراف ہے

احمدیت کے متعلق دو غیر احمدیوں کی خط و کتابت

۱۷ مارچ کے الفضل میں ایک صاحب ماسٹر کرم الٰہی صاحب کا جو تا حال احمدی نہیں۔ ایک خط شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے احمدیت سے اظہار اخلاص کیا تھا۔ اس خط کی اشاعت پر احمدیت کے مخالفین کی طرف سے خطوط اور ٹریکٹوں وغیرہ کا ان کے نام تانتا بندھ گیا۔ انہوں نے نمونتاً ایک خط اور اس کا جواب ہمارے پاس بھیجا ہے۔ جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

خط

۱۷ مارچ کے الفضل میں صفحہ ۶ پر تیسرے کالم کے ختم پر آپ کی تحریر پڑھ کر متاثر ہوا۔ اور عریضہ ہذا آپ کی خدمت میں بھیجنا کار ثواب سمجھ کر عارض ہوں۔ کہ آپ کی تحریر میں پایا جاتا ہے کہ آپ احمدی نہیں ہیں۔ لیکن احمدیوں کی مساعی سے انس رکھتے ہیں۔ لہذا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ آپ سے مؤدبانہ التجا کروں کہ آپ مجھ کو مطلع فرما دیں۔ کہ کیا آپ مصمم رائے قائم کر چکے ہیں کہ احمدی ہو جائیں۔ یا آپ اس کے کسی وجہ سے مخالف ہیں۔ اور جس وجہ سے مخالف ہوں۔ اس سے مطلع فرمائیے۔ میں دیوبندی علماء کا پیرو ہوں۔ اور الفضل اخبار قادیان میرے نام زاید از یکسال متواتر آتا ہے۔ اور میں اس کی ہر سطر کو غور سے مطالعہ کرتا ہوں۔ اور جو میں خیالات احمدیت کے متعلق رکھتا ہوں۔ ان سے آپ کے خیالات معلوم کر کے عرض کروں گا۔ میں اپنے نام سے کابل کے علماء و علمائے دیوبند کی مخالفت میں ایک مضمون الفضل میں شائع کرا چکا ہوں۔ اور قادیانی مذہب کے متعلق کتب کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں فرقہ قادیانی کو مرتد یا کافر نہیں جانتا۔ ممکن ہے۔ بوجہ کم علمی غلطی پر ہوں۔ لیکن آج کل جو کتاب عشرہ کاملہ فرقہ قادیانی کے رد میں آپ کے پنجابی صدر قانونگو نے تالیف کی ہے۔ دیکھ کر حیران ہوں۔ اگر آپ نے اس کتاب کو نہ ملاحظہ فرمایا ہو۔ تو سفارش کرتا ہوں۔ کہ آپ اس کو ملاحظہ فرما کر اپنے خیالات سے مجھ کو مطلع فرما دیں۔ بلحاظ جذبہ اخوت اسلامی عرض کر کے عریضہ ہذا کو ختم کرتا ہوں۔ فقط

راؤ امیر محمد خاں بجنور۔

جواب

گرامی نامہ ملا مشکور ہوں۔ جواباً گذارش ہے:۔

(۱) میں احمدی گروہ کو پکا مسلمان اور عاشق اسلام مانتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب نے جو اسلام کا درد اور اشاعت کا شوق انکے اندر بھر دیا ہے۔ اور جس طرح یہ چھوٹی سی جماعت دیوانہ وار تن۔ من۔ دھن سے اسلام کی نصرت میں حصہ لے رہی ہے۔ اس کی نظیر نہ روم و ایران میں نہ افغانستان و عرب و شام میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ حالانکہ تعداد اور دولت کے لحاظ سے احمدیوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ اور یہ جوش و ولولہ جو ان احمدیوں میں پایا جاتا ہے۔ یہی صدق کی کافی دلیل ہے۔

(۲) میں بوجہ دینی کمزوری کے ابھی اس مجاہد جماعت میں حصہ لینے کے قابل نہیں ہوا ہوں۔ دعا اور کوشش کرتا ہوں۔ شک مجھے کوئی نہیں۔ مگر برادر احمدی ہونا کار سے دارد۔ اشارہ کافی ہے۔ دنیا بڑی بلا ہے۔

(۳) اگر آپ مولویوں۔ دیوبندیوں وغیرہ کے جھمیلے میں پھنس گئے۔ تو آپ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ مخالفوں نے محمد رسول اللہ کو کیا کچھ نہیں لکھا۔ آپ کام پر نظر رکھ کر نتیجہ نکالینگے۔ اور پھر اس کام کے کرنے کی اپنے میں توفیق پائیں گے۔ تو یقیناً کامیاب ہونگے۔ اور اگر مخالفین کی کتابوں کا مطالعہ ہی کرتے رہے۔ تو اگر طبع سلیم نہ ہو۔ تو گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ آپ قادیان جا کر بچشم خود دیکھ سکتے ہیں۔ کہ وہاں کیا عمل ہو رہا ہے۔ ع
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

علماء سوء جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کو زمانہ جانتا ہے۔ سرسید احمد کے وقت سے اب تک ان کا رونا رویا جاتا ہے۔ خلافت کے معاملے میں جو کچھ انہوں نے کیا عیاں ہے۔ اشارہ کافی ہے۔ آپ کا حسن ظن مبارک ہے۔ آپ نمازوں میں دعا کریں۔ کہ خداوند کریم مجھے راہ راست دکھائے۔ کشتی نوح حضرت مرزا صاحب کی تصنیف آپ ضرور پڑھیں۔ وہی ایک کافی ہے۔ معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان کی تعلیم کیا ہے۔ محو حیرت نہ ہوں۔ مخالفین کی صرف زبان ہی زبان ہوتی ہے۔ اگر ان کی عملی حالت خراب نہ ہوتی تو مسلمانوں کی یہ حالت کیوں ہوتی۔ جماعت احمدیہ تو شمس بازغہ کی طرح اسلام کی سچائی کا نشان ہے۔ زیادہ سلام۔

خاکسار: کرم الٰہی۔

مولوی ظفر علی نئے رنگ میں

ہندوستان کے لوگ مولانا ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار کے نام سے نا آشنا نہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں سینکڑوں رنگ دیکھے اور لوگوں کو دکھائے اور عوام کی ذہن کی کمزوری کے باعث اب بھی ماشاء اللہ پہلی قطار کے لیڈروں میں سے ہیں۔ ایک زمانہ تھا۔ جب کانپور کی مسجد کے دنوں میں آپکے باعث ہندوستان بھر کے مسلمانوں میں ایک نئی زندگی کا دور ہوا۔ اس کے بعد ستارہ صبح اور کسوٹی کے واقعات اور آپ کا اڈوائر کے ساتھ تعلقات پیدا ہونا لوگوں میں کچھ بے اطمینانی کا باعث ہوا۔ مگر آپ نے حکومت کے خطرہ اور درات کی کوفت سے نجات حاصل کی۔ اسکے بعد جب گاندھی نے عدم تعاون کا علم لہرایا۔ تو آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ جنکے باعث آپ جیل خانہ بھیج دیئے گئے۔ جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتہارات

فوری توجہ کے قابل حضرت کا حکم

۲ جنوری کو بروز جمعہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے تمام جماعت کے واسطے اس سال کا جو پروگرام بتایا ہے۔ وہ صرف تبلیغ ہے۔ جو لوگ تبلیغ کرنے کی فرصت یا قابلیت نہیں رکھتے۔ ان کے واسطے میں نے بالکل مفت اور بغیر وقت خرچ کئے تبلیغ کرنے کی یہ تجویز نکالی ہے۔ کہ وہ ایک جلد محقق منگوالیں۔ اور کسی غیر احمدی واقف کو پڑھنے کے واسطے دیدیں۔ جب وہ مطالعہ کرچکے۔ تو اس سے لیکر تیسرے کو دیدیں۔ اس طرح کم از کم پانچ آدمیوں کو مطالعہ کرا کے پھر وہ کتاب بذریعہ وی پی میرے نام روانہ کرکے اپنی قیمت واپس منگوالیں۔ محقق میں صداقت احمدیت پر ۱۴۴ ۱۳ دلائل درج ہیں۔ جیبی تقطیع پانسو صفحہ قیمت ۸/ محصولی ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر:- مینجر محقق کوچہ پنڈت دہلی۔

جاروب معدہ

تیار کردہ حکیم انوار حسین صاحب زبدۃ الحکماء

تبض اور قبض سے پیدا شدہ امراض۔ درد سر۔ اپھارہ۔ کھٹی ڈکار۔ بخار۔ اعضا شکنی وغیرہ وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ لطف یہ ہے۔ کہ اگر رات کو استعمال فرماویں۔ تو صبح ایک دو اجابت صاف ہونگی۔ رات کے وقت نہیں ہوگی۔ قیمت فی بکس۔ جس میں ۱۵ پیکٹ ہیں ۸/ صرف ساٹھ آنے۔

سرمہ زعفران ککروں ودھوں کے لئے نہایت عجیب چیز ہے۔ دھوں کی تمام تکالیف دور ہو کر مرض سے بکلی نجات ملتی ہے۔ قیمت فی تولہ للعہ۔ ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

مینجر دواخانہ دار الشفاء گوڑگانوال

نہایت ضروری کتابیں آج ہی منگائیں

تفسیر پاکٹ بک ۴/ محقق ۸/ مجمع البحرین ۸/ احکام القرآن ۸/ برگزیدہ رسول ۸/ سیرت المہدی ۱/ آئینہ کمالات اسلام ۳/ حقیقی احمدیت ۱/ تحفہ کابل ۸/ کلید قرآن ۴/ کیفیت دیدہ ۸/ دتمین اردو فارسی مجلد ۴/ اسرار شریعت مکمل ۸/ مسلک مرزا ید ہر دو حصہ ۱/ تین ولایتی لیکچر ۸/ تفسیر سورہ جمعہ خلیفہ اول ۳/ سیرت مسیح موعود مصنفہ حضرت صاحب ۸/ مباحثہ میانی ۸/ مباحثہ ہم ۸/ علماء زمانہ ۸/ شہادت نامہ مولوی نعمت اللہ خاں ۸/ کشتی نوح ۸/ نیز امتحانی کتب حضرت صاحب مثلاً ایام الصلح ۴/ شہادت القرآن ۸/ فقہ احمدیہ ۸/ درثمین فوٹو ۸/ مجلد ۱۰/ اسلامی اصول کی فلاسفی مجلد ۱۲/ تجربات نورالدین ۱/ آئینہ حق نما ۱۲/ فہرست کتب مفت۔

تفسیر شاپ قادیان

تریاق چشم (رجسٹرڈ)

کی

بارہا آزمائش کے بعد

پروفیسر ایم۔ ایس۔ سی کی تازہ ترین تصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(پرنس آف ویلز کالج۔ جموں ریاست ۲۵ فروری ۱۹۲۵ء)

مکرم میرزا صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا تیار کردہ سرمہ تریاق چشم میری بارہا آزمائش کے بعد نہایت ہی اکسیر ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ اس کی خوبی اور فوائد خود دیکھنے کے بعد میں یہ چند سطور رقم کرتا ہوں۔ مجھے اور عزیز سلیم کو پچھلے دنوں آنکھوں کی تکلیف کی شکایت ہوگئی تھی۔ اس کے استعمال سے ہمیں بے حد فوری فائدہ ہوا۔ گویا کہ فی الحقیقت تریاق چشم ہے۔ میں نے یہ سرمہ اپنے چند ایک احباب کو استعمال کے لئے تجویز کیا تھا۔ وہ بھی اس کے بے حد مداح ہیں۔ حال ہی میں میرے ایک کولیگ پروفیسر کے بچوں کو ککروں کی شدید شکایت تھی۔ اور ہر قسم کے علاج اور معالجے سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ میں نے یہ سرمہ چند ایک سلائی کیلئے ان کو دیا۔ فی الواقعہ اس کے زود اثر ہونے کے باعث وہ بھی اس کے گرویدہ ہیں۔ آپ کو اس کا موجد ہونے پر فخر ہونا چاہیئے۔ اور چنانچہ ہدیہ مبارک قبول کریں۔ والسلام

راقم شیخ اکرام اللہ۔ ایم۔ ایس۔ سی (پنجاب) ایف سی ایس (لنڈن) پرنسپل آف کالج۔ جموں

(نوٹ از اخبار وکیل امرتسر۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

سرمہ تریاق چشم۔ ککروں کے لئے نہایت مجرب اور نفع مند دوائی ہے۔ مرزا حاکم بیگ صاحب موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ۔ گجرات پنجاب سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۵/ فی تولہ محصولی ڈاک علاوہ۔ سرمہ کی بیش بہا خوبیوں کے لحاظ سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔

(مینجر وکیل امرتسر)

قیمت پانچ روپے فی تولہ تریاق چشم علاوہ محصول ڈاک ۷/ بذمہ خریدار۔

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی

موجد تریاق چشم۔ گوجرات گڑھی شاہدولہ صاحب

پنجاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اگر کاغانی صاحب کا تیار کردہ منجن دانتوں پر نہیں ملا ضرور استعمال کریں۔ ان بیماریوں کے لئے مجرب ہے۔ دانتوں کا ہلنا۔ درد کرنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں سے خون اور پیپ کا نکلنا۔ پانی لگنا۔ منہ سے بو آنا۔ دانتوں کو گوشت خورہ کا لگنا۔ تھوڑے دن لگانے سے انشاءاللہ آرام ہوگا۔ دانتوں کی جڑیں مضبوط ہو کر دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ مسوڑے اور دانتوں کی بیماریوں کا ضامن۔ قیمت فی شیشی ۱۲/

دواخانہ رحمانی عبدالرحمن کاغانی قادیان پنجاب

بی اے پاس کرو یا یہ چکی خرید لو

آٹا فی گھنٹہ ۲۰ سیر۔ دانہ فی گھنٹہ ۴ من تیار ہوتا ہے۔ وزن تخمیناً ۸ من پختہ ہوگا۔ نرخ فی من ۵۰ پچاس روپیہ بیعانہ پر مال روانہ کیا جاتا ہے۔

میاں مولا بخش خاں اینڈ سنز بٹالہ پنجاب

زندہ نبی اور زندہ مذہب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان تقریر

عیسائیوں پر تین زبردست اعتراضات

یہ تقریر ۱۹۰۱ء کے سالانہ جلسہ کی ہے۔ جو پہلی مرتبہ کتابی صورت میں شائع ہو کر ہدیہ ناظرین ہوتی ہے۔ حضرت صاحب کی تقریر محتاج تعریف نہیں۔ عیسائیوں کے لئے خصوصیت سے ایک کاری حربہ ہے۔ آنحضرت صلعم کی صداقت اور اسلام کی عظمت نہایت شاندار پیرایہ میں بیان کرکے اپنے دعوے کی صداقت پیش کی گئی ہے۔ احباب اس بے نظیر تقریر کو جلد سے جلد منگا کر ازدیاد ایمان حاصل کریں۔ اور تبلیغ حق ادا کریں۔ قیمت صرف ۵/

پہلا پارہ مترجم تحت اللفظ بطرز تیسیر القرآن

جو بچوں مبتدیوں اور عورتوں کے لئے بھی از بس مفید ہے چھپ کر تیار ہے۔ محشی شدہ قیمت صرف ۳/

کتاب گھر قادیان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

517

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو گیا (۶) جن کے بچے کمزور بدصورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ عہ۔ تین تولے کے لئے محصول ڈاک معاف ۶ تولہ تک خاص رعایت ؎

المشتہر

نظام جان عبد اللہ خان مستین الصحت قادیان

اکسیر تسہیل ولادت

یہی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ ایسے نازک وقت میں جب کہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آ سکتا یہی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ولادت کی مشکل گھڑیاں نہایت آسان ہو جاتی ہیں۔ قیمت بالکل معمولی معہ محصولڈاک صرف دو روپے ؎

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

المطلب

ایک سید احمدی بھائی افسر محکمہ ڈاک عمر ۳۰ و ۳۲ سال کو عقد ثانی کی ضرورت ہے۔ خواہ بیوہ ہو۔ ان کی موجودہ غیر احمدی بیوی سات سال سے ان کے گھر پر آباد نہیں ؎

خط و کتابت معرفت الفضل قادیان

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکٹ ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ قیمت سوراخ چھلنی ۱۲۰ پالش شدہ مےؔ ر

مینجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب

قنوج سے

ہر قسم کی عطریات اور ہر قسم کے تیل خوشبودار عرقیات وغیرہ لوازمات تمباکو خوردنی وغیرہ بذریعہ وی پی طلب کرنے سے بھیجے جائیں گی۔ اور بھاری پارسل کے واسطے کچھ پیشگی آنا چاہیئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت سے معاف فرماویں ؎

شیخ عبد اللہ۔ سعد اللہ احمدی شہر قنوج

جرمن سائنس کے کرشمے

اعصاب اور دماغ کا حیرت انگیز علاج

نیورالیسیتھین موتی کس نظر سے دیکھا جاتا ہے

نواکسس اور ابواکسس

یہ دونوں غدودوں کے اندرونی رشحات سے تیار کی گئی ہیں۔ اس لئے بہت سی بیماریوں کا قدرتی علاج ہے۔ نواکسس مردوں کے لئے ابواکسس عورتوں کے لئے ہے۔ اس کا استعمال انسان کی قوت باہیہ کو بڑھاتا ہے۔ اس کی طاقت کو قائم رکھتا ہے۔ اور اس کے حواس کو مضبوط کرتا ہے۔ اسے صحت اور زندگی کا لطف اٹھانے کی طاقت بخشتا ہے۔ اور تمام قسم کی کمزوریوں کا قدرتی علاج ہے۔ اول الذکر قوت مردمی کا حیرت انگیز علاج ہے۔ مراق کو نفع بخشتا ہے۔ اور موخر الذکر عورتوں کی مخصوص بیماریوں میں نہایت مفید ہے۔ مثلاً اولاد نہ ہونا۔ قوت نسوانی کی کمی یا زیادتی اختناق الرحم۔ حیض کا کم یا زیادہ آنا اس کے استعمال سے چہرہ پر جوانی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں قیمت فی ڈبیہ نواکسس عہ ابواکسس عہ

اسی کلیسین نمبر ۱

یہ مرض اٹھرا کا عجیب و غریب علاج ہے۔ ان عورتوں کے لئے مفید ہے۔ جو حمل کے دنوں میں بیمار ہو جاتی ہیں۔ یا جن کے بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ہے ؎

اسی کلیسین نمبر ۲

یہ ان بچوں کے لئے مفید ہے۔ جو بیمار رہتے ہوں یا جن کے بھائی بہن بچپن میں ہی مر جاتے ہوں۔ اس کے استعمال سے ہڈیاں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ بچہ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ دانت آسانی کے ساتھ نکلتا ہے۔ معدہ درست رہتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ے ؎

سوکوبیکٹ

ہر قسم کی کھانسی کا لاثانی علاج ہے۔ اس کے استعمال سے کھانسی رک جاتی ہے۔ قیمت فی ڈبیہ عہ ؎

نیورالیسیتھین کے متعلق آپ الفضل میں بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔ اب چند معززین احباب کے سرٹیفکٹ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ کہ کس پایہ کی یہ غذا ہے۔ بشرطیکہ باقاعدگی کے ساتھ اس کا استعمال کیا جائے۔

خانزادہ گل محمد خان صاحب آف زیدہ ضلع پشاور

تحریر فرماتے ہیں۔ یہ اہ مہربانی تین عدد بوتل نیورالیسیتھین موتی ارسال فرماویں۔ میں نے ان موتیوں کو حیرت انگیز خوبیوں پر مشتمل پایا۔ یہ موتی ہر قسم کی ضائع شدہ طاقتوں کے لئے (محض خدا تعالےٰ کے فضل سے) اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ میں نے دماغی کوفت دور کرنے کے لئے ان کا استعمال کیا۔ اور بہت مفید پایا۔ انہوں نے میرے اعصاب کو اس قدر مضبوط کر دیا۔ کہ اب میں کسی کام میں تھکان محسوس نہیں کرتا جب کہ مجھے کئی کئی گھنٹے متواتر کام کرنا پڑتا ہے۔ میرے سر کے بال گرنے لگے تھے۔ اس کے استعمال سے گرنے بند ہو گئے میرا معدہ درست ہو گیا۔ اور دائمی قبض جاتی رہی۔ میں دیانت داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہر ایک وہ آدمی جو نا امیدی کی حد کو پہنچ گیا ہو۔ ان کے موثر ہونے پر یقین رکھ سکتا ہے۔

ایچ بی ڈی سالٹ

یہ نمک سات صحت افزا اور ہیں۔ جسموں میں سے کیمیاوی طور سے لیا گیا ہے۔ اس کا استعمال امراض معدہ کے لئے خدا تعالےٰ کے فضل سے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اور قبض۔ دست پیچش۔ بخار۔ نزلہ۔ سر درد بیشنو۔ خون کی خرابی بدہضمی۔ جگر کی خرابی متلی۔ قے۔ جوڑوں کے درد کے لئے مفید ہے۔ صبح کے وقت نہار اس کا استعمال انسان کے چہرہ کو سرخ کر دیتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں اس کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ ؎

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان پنجاب

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممالکِ غیر کی خبریں

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایرانی کرد شیخ غزالی نے بھی سرحد موصل کے متصل بغاوت شروع کر دی ہے۔ قسطنطنیہ کی مخصوص افواج کی چار جماعتوں کو بغاوت کردستان کے لئے طلب کیا گیا ہے۔

ملّائے خالصی عراق کے ایک بڑے ملا گذشتہ رات ۸ بجے فوت ہو گئے۔ آپ کی موت پر فارس میں ماتم کی ایک بڑی بھاری سیاسی تحریک جاری ہو گئی ہے۔ مشہد سے دوسرے بڑے بڑے شہروں کو تار بھیجے گئے۔ جنہیں لوگوں کو ماتم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

مشہد میں خبر پہنچی ہے کہ برطانوی سفیر متعینہ ایران براستہ دزداب ولایت کو چھٹی پر جا رہے تھے۔ ایک دریا میں غرق ہونے سے بال بال بچ گئے۔ وہ موٹر جس میں سفیر صاحب معہ اپنی بیوی اور لڑکی کے سوار تھے۔ دریا میں گر گئی۔

پاؤنیر رقمطراز ہے۔ وہ اطالوی انجنیئر جس نے ایک افغان پولیس کے سپاہی کو قتل کر ڈالا تھا۔ وہ کابل میں حراست سے بھاگ گیا ہے۔

لارڈ بالفور ۸ اپریل دمشق پہنچے۔ لوگوں نے ہوٹل کے باہر کچھ دیر مظاہرہ کیا۔ ہوٹل کے مینیجر نے کھڑکیاں بند کر دیں۔ اور روشنی گل کر دی۔ لوگوں نے دریچے پر پتھر پھینکے۔ جس سے ایک سپاہی زخمی ہوا۔ پولیس نے لوگوں کو جبراً ہٹا دیا۔ جنہوں نے پاس کے میدان میں اشتعال دہ تقریریں کیں۔ کئی آدمی گرفتار ہوئے۔ اور امن قائم ہو گیا۔ ہوٹل پر پولیس کا پہرہ لگایا گیا۔
۹ اپریل۔ نماز تراویح کے بعد ۶ ہزار عرب لارڈ بالفور کے ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے۔ شامی جندرامے نے ان کو روکنے کی کوشش کی۔ جس پر لوگوں نے پتھر برسائے۔ اور جنگ شروع ہو گئی۔ اور کئی آدمی مر گئے۔ یہودی محلوں میں بھی فساد ہوا۔

برطانیہ میں جو مفلس اور محتاج مسلمان فوت ہو جائے انکی تجہیز و تکفین کے لئے ولایت میں ایک فنڈ کا اجرا کیا گیا ہے سکرٹری نے سرکردہ مسلمانوں سے چندہ کی اپیل کی ہے۔ بارکے جک نے اس فنڈ کی سرپرستی قبول کر لی ہے۔ سر آغا خان نے دو سو پونڈ سید امیر علی نے ۵۵ پونڈ اور سکرٹری موصوف نے ۱۰۰۰ ہزار پونڈ دیا ہے۔

جدہ کی تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعود اور امیر علی دونوں کی مالی حالت کمزور ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے فوجی مستعدیوں میں ایک سکون سا طاری ہو گیا ہے۔ مکہ مکرمہ کا محاصرہ لوگوں کو ابن سعود کی مخالفت پر آمادہ کر رہا ہے۔

جاپانیوں نے شمالی سنگھالین کا تخلیہ کر دیا ہے۔ یہ تخلیہ معاہدہ روس و جاپان کی رو سے عمل میں آیا ہے۔

بارسیلونا۔ ۱۰ اپریل صبح ۷ بجے بجلی کی مدد سے چلنے والی ٹرین جو سیاحوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایک انجن سے ٹکرا گئی۔ گاڑیوں کو آگ لگ گئی۔ ۲۵ آدمی ہلاک اور ۱۰۳ زخمی ہوئے۔ چونکہ اکثر ہلاک شدہ پس گئے ہیں۔ اسلئے ان کی شناخت محال ہو گئی ہے۔ بہت سے تو آگ میں جل بجھے ہیں۔ خاندانوں کے خاندان نابود ہو گئے ہیں۔

لارڈ بالفور دمشق سے خفیہ طور پر نکلکر واپس روانہ ہو گئے۔ جب وہ ہوٹل سے نکلے۔ تو اوپر سے ہوائی جہازوں نے دھوئیں کے بم پھینکے۔

پیرس ۱۱ اپریل۔ سینیٹ میں ۱۳۲ کے مقابلہ میں ۱۵۶ کی کثرت رائے سے گورنمنٹ کو شکست ہو گئی۔ اور سینیٹ نے وزارت پر عدم اعتماد کا ووٹ پاس کر دیا۔ پریزیڈنٹ نے گورنمنٹ کا استعفا منظور کر لیا۔

فرانس اور سوئٹزرلینڈ کی حکومتوں نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ اس کی رو سے ان میں اگر کوئی تنازعہ ہوا۔ تو اس کا تصفیہ ایک بینچ کریگا۔

ہندوستان کی خبریں

وفد ہلال احمر لاہور سے امرتسر گیا ہے۔ اور وہاں سے راولپنڈی جائے گا۔

دہلی کے ایک ہندو نے پندرہ ہزار روپے کی گراں بہا رقم سول ہسپتال دہلی کو بطور خیرات دی ہے۔ تا اس سے ہندوستانی مریضوں کے کنبوں کے قیام کے لئے خاص وارڈ تعمیر کیا جا سکے۔

بمبئی کے مشہور سیٹھ مسٹر ایم۔ این۔ واڈیا نے سوا لاکھ روپے کی گراں بہا رقم بلدیہ اور حکومت کو اس لئے دی۔ کہ بمبئی میں ایک نیا زنانہ شفاخانہ کھولا جائے۔ اس شفاخانہ میں ایک سو تک مریضوں کے قیام کا انتظام کیا جائے گا۔

مولوی ظفر علی خانصاحب کے خلاف اہل قرآن نے جو فوجداری مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق مولوی ظفر علی خانصاحب نے مولوی حشمت علی صاحب اہل قرآن سے مل کر یہ درخواست منظور کرائی۔ کہ اہل قرآن اپنے فوجداری دعوے سے دست بردار ہو جائیں۔ اور اپنے جھگڑے کو شہر کے معززین کی مجلس کے سامنے پیش کریں۔

دہلی۔ ۱۰ اپریل۔ وائسریگل لاج میں ارل آف لٹن نے وائسرائلٹی کا عہدہ سنبھالا۔ یہ تقریب اس طرح ادا کی گئی کہ شاہی فرمان پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں گورنر جنرل کے عہدہ پر لارڈ لٹن کے تقرر کا حکم تھا۔ ازاں بعد چیف جسٹس سرشادی لال کے سامنے حلف وفاداری لیا گیا۔ بعد ازاں نئے وائسرائے کو ۳۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔

بمبئی ۱۰ اپریل۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور لیڈی ریڈنگ اسپیشل ٹرین کے ذریعے بمبئی پہنچے۔ اور وہاں سے سیدھے بندرگاہ پر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جہاز روانہ ہو گیا۔ ہز ایکسیلنسی کو متعدد برقی پیغامات موصول ہوئے۔ جن میں خواہش ظاہر کی گئی کہ وہ بخیریت تمام جلد دلیر ہندوستان آئیں۔ وائسرائے ماہ اگست کے اوائل میں ہندوستان لوٹیں گے۔

یہ اطلاع غلط ہے۔ کہ راجہ اندور پانچ سال کے لئے انگلستان جا رہے ہیں۔

نیپال کے ساتھ عہد نامہ دوستی ۸ اپریل کو تصدیق ہوا۔

سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب ۱۲ ماہ حال کو لاہور سے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ آپ ملتان مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خاں کے دورے کے بعد ۱۹ اپریل کو واپس لاہور پہنچینگے۔

چونکہ کیتھل ضلع کرنال میں طاعون بہت زور سے پھیل گیا اس لئے حکومت پنجاب کی اجازت سے سب جج اور سب ڈویژنل افسر کی عدالت کچھ دنوں کے لئے بند ہو گئی۔

پروفیسر شیرازی۔ بی۔ اے۔ جو کراچی کالج کے فارسی پروفیسر اور آل انڈیا بہائی جماعت کے صدر تھے۔ حال میں حیدرآباد کی نہر میں ڈوب کر مر گئے۔

مورخہ ۱۱ اپریل شام کے چار بجے بھارت بلڈنگس میں پیپلز بنک آف ناردرن انڈیا کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ لالہ ہرکشن لال نے ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے ایک تقریر کر کے بنک کا افتتاح کر دیا۔

کلکتہ ۱۰ اپریل لالہ لاجپت رائے صدر آل ہندو سبھا نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا۔ کہ میں ہندو راج اور مسلم راج کی صدا کو مفسدانہ خیال کرتا ہوں۔ ہندو مسلمان آبادی پر تسلط اور اقتدار حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہندوؤں اور ہندوستان کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔ شدھی اور سنگٹھن مدافعانہ تحریکیں ہیں۔ اب ضرورت ہے۔ کہ ہمارے مردوں بچوں اور عورتوں میں جرأت مسرت امید اور امنگ کے جذبات پیدا ہوں۔ اور کہ ہندوؤں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی جماعتوں کی شیرازہ بندی کریں۔ چھوت چھات اور پردہ کی رسم اڑا دیں۔ اور بیواؤں کا نکاح کرائیں۔ ہندو نوجوانوں اور عورتوں کے لئے جمناسٹک کا سامان تیار کیا جائے۔

سر جان کیر نے ۱۰ اپریل کی شام کو بنگال کی گورنری کا چارج لیا۔

(منشی عبدالرحمٰن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)